(3) اپنا کام پوری دیانت داری کے ساتھ سرانجام دو۔ ذمہ داری کو نبھاؤ۔

مولانا مرحوم بہت خیر خواہ اور مشفق تھے۔ سب کام اخلاص نیت کے ساتھ کرتے۔ محبت اور ناراضگی میں اللہ تعالیٰ کی رضا مطلوب ہوتی۔ آپ بہت نرم دل بھی تھے۔ خصوصاً بیماری کے ایام میں جب بھی عیادت کے لیے گئے۔ تو آبدیدہ ہو جاتے۔ اور استغفار پڑھتے۔ اور دعا کی درخواست کرتے۔ اللہ تعالیٰ مولانا مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ نصیب فرمائے۔ ان کے حسنات قبول فرماتے۔ اور بشری لغزشوں کو معاف فرمائے۔ تمام لواحقین کو صبر جمیل سے نوازے۔

خلوص اور محبت کے پیکر

مولانا حافظ محمد اسماعیل اسد رحمة الله عليه حافظ آبادی

موت ایک اٹل حقیقت ہے۔ جس سے کسی کو مفر نہیں۔ عالم ہو کہ غیر عالم، امیر ہو یا غریب، حاکم ہو کہ رعایا۔ سب موت کا مزہ چکھیں گے۔ اس مسلمہ اصول کو جانتے ہوئے بھی بسا اوقات کسی چاہنے والے کی موت کو دل تسلیم نہیں کرتا۔ اور بار بار یہ خیال دل میں آتا ہے۔ کہ شاید خبر درست نہ ہو۔ اور ابھی کسی طرف سے اس کی تردید آجائے گی۔ مگر اللہ تعالیٰ کے فیصلے برحق ہیں۔ "**اذا جاء اجلهم لا يستاخرون ساعة ولا يستقدمون**" تسلیم کیے بغیر چارہ نہیں۔

حافظ محمد اسمٰعیل اسد رحمہ اللہ کا شمار بھی ان معدودے چند افراد میں ہوتا ہے۔ جو خلوص اور محبت کے پیکر تھے۔ ہر اجنبی کو بھی بڑے پرتپاک انداز سے ملتے۔ جیسے مدتوں جانتے ہوں۔ اور پھر ہر ملاقات پہلے سے زیادہ محبت اور قربت کا باعث بن جاتی۔

حافظ صاحب مرحوم سے تعارف کا ذریعہ علامہ ابراہیم طارق صاحب بنے۔ جن کی محبت اور شفقت دور طالب علمی سے حاصل ہے۔ جب بھی فیصل آباد تشریف لاتے۔ جامعہ سلفیہ میں ضرور قدم رنجہ فرماتے۔ حضرت حافظ صاحب اکثر ان کے ہمراہ ہوتے۔ بڑی خندہ پیشانی سے ملتے۔ پرخلوص دعائیں دیتے۔ اگر کبھی آنے میں زیادہ وقفہ ہوتا۔ تو ٹیلی فون پر ضرور حال احوال پوچھتے۔

حافظ اسمٰعیل اسد بہت اچھے خطیب تھے۔ سنجیدہ صاف ستھری اور دلائل سے بھرپور گفتگو فرماتے۔ اپنے خطاب میں کسی کا تمسخر نہ اڑاتے۔ بلکہ خیر خواہی اور تفہیم کا اسلوب اختیار کرتے۔

حضرت حافظ صاحب کا بڑا پن یہ تھا۔ کہ مجھ ایسے طالب علموں کی بڑی حوصلہ افزائی فرماتے۔ کام کی تحسین کرتے۔ اور اپنے ہاں مختلف تقریبات میں بلا کر اعزاز سے نوازتے۔ احباب جماعت سے بہت اچھا تعارف کرواتے۔ اور جگہ جگہ ذکر خیر کرتے۔

ان کے والد گرامی حکیم محمد ابراہیم مرحوم میاں فضل حق کے بہت قریبی ساتھی اور بھائی تھے۔ ان کے درمیان انتہائی احترام کا تعلق تھا۔ میاں صاحب مرحوم اکثر حکیم محمد ابراہیم کی خوبیوں کا ذکر فرماتے۔ اور حکیم صاحب، میاں صاحب کے معالج بھی تھے۔ حافظ محمد اسمٰعیل مرحوم میاں صاحب کے قائم کردہ مدرسہ دارالحدیث محمدیہ میں تدریسی فرائض سرانجام دیتے تھے۔ جس کا ذکر بھی میاں فضل حق کیا کرتے تھے۔ آپ مختلف جگہوں پر خطابت کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ جس میں سرگودھا، لاہور (شیخ منظور احمد مرحوم کے ہاں) سیالکوٹ بطور خاص شامل ہے۔ فروری 2009 کو محترم بھائی مولانا عبدالمالک مجاہد صاحب سعودیہ سے تشریف لائے۔ تو انہوں نے یہ تحریک پیدا کی کہ حافظ آباد کی مرکزی جامع مسجد مبارک اہل حدیث میں حضرت حافظ صاحب کو بطور خطیب مقرر کیا جائے۔ لہذا میاں نعیم الرحمٰن سے بات چلی۔ تو انہوں نے اس رائے کو بہت پسند فرمایا۔ لہذا میاں نعیم الرحمٰن صاحب کے ہاں ملتان روڈ لاہور میں ایک بھرپور اجلاس ہوا۔ جس میں جامعہ سلفیہ سے چند اساتذہ (جن میں راقم بھی شامل تھا) کے علاوہ چودھری عارف عزیز اور دیگر جماعتی احباب شامل ہوئے۔ اور اتفاق رائے سے انہیں مرکزی جامع مسجد مبارک کا خطیب مقرر کر دیا گیا۔ ان کی تقرری سے مسجد میں نمازیوں کی تعداد میں خاطر خواہ اضافہ ہوا۔ اور آخری وقت تک یہ فریضہ سرانجام دیتے رہے۔

آخری مرتبہ جامعہ سلفیہ میں تشریف لائے۔ تو بہت اصرار کے ساتھ یہ وعدہ لیا کہ جامعہ کے اساتذہ کرام حافظ آباد دعوت پر آئیں گے۔ اور ایک مختصر پروگرام بھی ترتیب دیا جائے گا۔ مگر یہ پروگرام منعقد نہ ہو سکا۔ جامعہ کے اساتذہ میں سے حافظ مسعود عالم، مولانا محمد یونس، پروفیسر نجیب اللہ طارق، مفتی عبدالحنان کا بڑا احترام کرتے۔ اور سب سے زیادہ تعلق مولانا فاروق الرحمٰن یزدانی صاحب کے ساتھ تھا۔ ان کا ہمیشہ اچھے الفاظ میں ذکر کرتے۔

مولانا اسمٰعیل اسد کی رحلت سے ہم ایک مخلص محبت کرنے والے بزرگ سے محروم ہوئے ہیں۔ جس کا دلی صدمہ ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ انہیں کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے۔ بشری لغزشوں کو معاف فرمائے۔ اوران کے حسنات کو قبول فرمائے۔ آمین۔